

جملہ حقوق محفوظ ہیں

حضرت سیدنا علی المرتضیؑ نے فرمایا

ہلکَ فِي رَجُلَانِ هُبْتَ غَالِ وَمُبْعِضٌ قَالَ

نحو البلاغہ ج ۳ ص ۲۶۷

میرے بارے میں دو کے شخص برآ کو گئے ایک محبت پس غلوڑا دتی کھونے والے دو سے بغرض

و نفرت کرنے والے

Anwer Muahidia

رسالہ انور معاویہ

شانِ حبیب رکھ رکھ اڑا

جس میں سیدنا علی المرتضیؑ شیر خدا کے فضائل مناقب مبالغہ و افراط و تفریط کے بغیر آنکی واقعی و حقیقی شان اہل سنت اور اہل شیعہ کی معتبر کتابوں سے بیان کی گئی ہے

مصنفوں

مناظر عظم اہل سنت علامہ محمد عبدhtar صناۃ تونسی ظلۃ

ناشر

شیخہ تایف تصنیف مدرسہ عربیہ جامعہ عثمانیہ حبڑا

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غاذی خان

قیمت - ۱۰/-

قیروان ایڈیشن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَقْيِنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى خَلْفَائِيِّ الرَّاشِدِينَ
الْمُهَدِّدِيِّينَ وَعَلَى أَلِيِّ الْأَصْحَاحِيِّ الطَّاهِرِينَ

اما بعده يہ مختصر رسالہ رضا، الہی اور مسلمان بھائیوں کی خیرخواہی کے لیے لکھا گیا ہے جس میں سید علی المتقی شیر خدا کی ذات پا برکات کے متعلق فرقہ نجد اور احادیث مقدسہ میں جو آپ کا حقیقی اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ ثابت ہے وہ افراط و تفریط اور کمی بیشی کے بغیر بیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کی ثان عجیب و غریب ہے کہ آپ کے متعلق اسلام کا نام لینے والوں کے تین گروہ زیادہ معروف و مشور ہیں، جو کہ آپ کی ثان میں مختلف نظریہ رکھتے ہیں۔

پیدنا علیٰ کے متعلق تین نظریے

(۱) ایک گروہ ہے جو آپ کو آپ کے مقام و مرتبہ پڑھا چڑھا کر ایک طرف تو آپ کو خدائی تخت تاج کا مالک مختار بنائ کر موت فی حیات، رزق و معاش، اور بارش بادل، اولاد و اخداد اور بہشت دو نہ دینے والا اور جناب رسول اسر صلی اللہ علیہ وسلم کا مشیل و سہر، امامِ معصوم، مفترض الطاعة، صاحبِ محجزات قرار دیتے ہیں اور آپ کو مشکل کشا، حاجت و ا، علم غیر اور جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل برتر اور ان انبیاء علیہم السلام کے مصائب فی مشکلات میں غیبی اور

فرمانے والا، نجات دہنڈ سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے پرکش دوسری طرف آپ کو
اتنا بے لیں، ناقواں، محروم اور خائف مغلوب اور مقهو و مجبود کھاتے ہیں کہ ان
کے سامنے قرآن و سنت اور دین ایمان اور شریعت اسلام کے احکام بجاڑے بدے
گئے۔ امامت و خلافت، فدک اور اہل بہریت کے جملہ حقوق غصب فتنف کیے
گئے۔ لوگوں کا مال متعار، عزت و ناموس عورتوں تک کو ناجائز طور پر چھپیں
لیا گیا۔ رمضان المبارک جیسے مقدس میٹنے میں مساجد میں تراویح میں قرآن مجید
پڑھنے پڑھانے کا گناہ عظیم جاری کر دیا گیا اور دشمنان خدا و رسول صلی اللہ علیہ
وسلم مسجد و منبر اور روضہ نبوی علیہ السلام پر قابض ہو گئے اور سید علی المرتضی
شیر خدا چوبیں سال تک ان قرآن اور سنت بجاڑنے اور دین اسلام کے
احکام کو بدلتے اور مٹانے والوں کے وزیر و مشیر و موافق و ماتحت رکھ جملہ
طاعات و عبادات نمازیں وغیرہ اور شادی نکاح فیصلے فتوے وغیرہ معاملات
اور جملہ اموں ناطالموں غاصبیوں کے مقرہ طریقوں پر کھرتے کھراتے رہے اور ان
میں سے کسی چیز کو صحیح اسلامی طریقے پر ٹھیک نہ کھر سکے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں
نے لکھا ہے کہ جب آپ کی اپنی خلافت راشدہ کا دور آیا اس وقت بھی ان
کفریہ امور اور خلاف اسلام احکام کو مٹا ہٹا کر صحیح اسلامی احکام
اور اصلی و سچا قرآن راجح و نافذ نہ کر سکے۔ العیاذ باللہ۔
دیکھیے اس کے لیے ان روایات کو :-

حضرت علی مثیل حضرت محمد ﷺ

سیدنا علیؑ کے متعلق مرقوم ہے :-

جوی لہ من الفضل مثل ما حضرت علی کے بیانے جناب محمد ﷺ
جری الحمد راصول کافی مکا) وسلم کی مثل نام فضیلیتیں ثابت ہیں۔

حضرت علی مشکل کشا انبیاء

رسولوں کی ہوئی حاجت روانی علی نے نوح کی کی ناخداوی
نہ سختاً گر علی مشکل کشا فی نہ پاتا چاہ سے یوسف رہائی
اسی طرح بہت سے انبیاء رکرا م عليهم السلام کی امداد کرنے کا لکھا ہے۔
جب ابراہیم کی چاہی اپا نت علی نے کی علی نے کی اعاشت
آخریں لکھا ہے :-

علی کا معجزہ اک اک ہونادر علی کی ذات ہے ہر شے پ قادر
تایبیخ الاممہ

حضرت علیؑ کے متعلق شیعہ کا نظریہ کہ :-

اپنی خلافت میں بھی اصل اسلامی احکام جاری و نافذ نہ کر سکے
سیدنا علیؑ نے اپنی خلافت میں فرمایا :-

ثواب قبل بوجہ وحولہ ناس حضرت علی اوگوں کی طرف متوجہ ہوئے
آپکے ارد گرد اس وقت اپنے اہل بیت من اہل بیتکہ و خاصتہ

او منصوص دوست اور شیعہ لوگ تھے پس
فرمایا مجھ سے پہلے خلفاء نے ایسے اعمال احکام
جاری کیے ہیں جن میں یہ و دافعہ قصد اجتنام
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی آپ کے
عهد و معاہد کو فوڑ دیا اور آپ کی سنتوں کو
بدل لالا اگر میں ان کو تصحیح سنت کے مطابق
کر کے لوگوں کو ان پر عمل تحریک کا حکم دون تو تو
میری جماعت شکر مجتبی سے جدا ہو جائیں گے
اور اگر فذک سبیڈ فاطمہؑ کے ارشوں لوٹا دو
اور ان خالمانہ فیصلوں کو رد کروں اور جو
عورتیں تاجائز طور پر کئی لوگوں کو دی گئی
تحمیں وہ عورتیں ان کے اپنے خاوندوں کو
لوٹا دوں اور لوگوں کو قرآن کے اصلی حکموں
پر عمل تحریک کا حکم دون اور وضو غسل اور نماز
عبادات کو صحیح اوقات اصلی حکام و مقامات
اور دیگر امور اسلامی کو اسرائیل کی
کتاب اور نبی علیہ السلام کی سنت
پر چلاوں تو اس وقت میری جماعت
اور فوج مجھے چھپوڑ دے گی۔ (العیا بالسر)

و شیعہ۔ فقال قد عملت
الولاة قبل اعمالاً خالفة
فيها رسول الله صلى الله
عليه وسلم متعمّدة بين
خلافه، ناقضين لعهده
مخيرين لسننته ولو
حملت الناس على تركها
و حق لها إلى مواضعها والى
ما كانت في عهد رسول الله
صلى الله عليه وسلم والى ما لم
لتفرق عنى جندى مردات
فذلك إلى ورثة فاطمة عليهم السلام
وردات قضيابا من الجحوى قضى
بها ونزعت نساء تحت رجال
بغير حق فردتنه إلى ازواجهن
و حملت الناس على حكم القرآن
وردات الوضوء والغسل الصلوة
إلى مواقيتها وشرائعها ومواضعها
إلى كتاب الله وسنة نبيه

عَلَيْهِ الْسَّلَامُ اذَا لَقَوْا
عَنِي - فَرُوعٌ كَافِي حَجَّ - كِتَابُ الرُّوضَةِ

ص ۲۹ - ۳۰

(۲) دوسرگروہ وہ ہی جو سید علی المتصنی کی زندگی سے آج تک کہیں کہیں پایا جاتا ہے جو کہ سید علی کی تکفیر و تضليل کے اپنی عاقبت اور ایمان تباہ کرتے ہیں جن کو خوارج کہا جاتا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ اہل حنفیۃ الرسالۃ و ابی جماعت کا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد جملہ صحابہ رسول اللہ علیہ وسلم جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ایک لاکھ پر بیس ہزار تک تھے ان کی شان سب سے افضل ہے اور ان میں سے جو ستر ہزار حضور پیر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں شرکیہ شامل تھے افضل ہیں اور ان میں سے جو چالیس ہزار غزوہ وہ تبوک ساعۃ العسرۃ (سخت مشکل گھڑی) کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے افضل ہیں اور ان میں سے ہ حضرات بیوی مکہ سے قبل مال و جان شارکجنے والے تھے افضل ہیں، ان میں سے وہ چودہ سو صحابہ کرام جو بیعت الرضوان میں شامل تھے افضل ہیں اور ان میں سے وہ صحابہ کرام جو السالقون لا ولون من المهاجر ریزد لا نصار اہل بدین سوتیرہ تھے افضل ہیں اور ان میں سے عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ کرام جن کا نام لے کر بنی حکیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قطعی بیشتو ہونے کی خبر دی تھی افضل ہیں۔ ان عشرہ مبشرہ اور جملہ صحابہ میں سے چار خلفاء راشدین المددین کا سب سے افضل درجہ و مرتبہ اور اعلیٰ شان مقام ہے۔ ان خلفاء راجعہ میں سے حضرت علیؓ آخری خلیفۃ راشدین ہیں کہ جن کی خلافت راشدۃ حق تھی۔ تو اہل حنفیۃ الرسالۃ و ابی جماعت کے نزدیک سید علی المتصنی نہ ان چار خلفاء راشدین میں شامل و داخل ہیں کہ جن کے برابر کوئی دوسرਾ صحابی نہیں، مگر اس

اعلیٰ شان اور ارفع مقام کے باوجود دینہ عقیدہ بھی قطعی ضروری ہے کہ سیدنا علیؑ نہ خدائی کے مالک مختار تھے اور نہ شرکیب خدا تھے اور نہ رسول تھے اور نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر تھے بلکہ دیگر صحابہ کرام و اہل بیت غظام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذی شان امتی اور صحابی تھے اور کنفُمْ خَيْرًا مَّتَّه میں شامل تھے اور جناب صدیق اکبرؑ، فاروقؑ، عثمانؑ، ذی النورینؑ کی طرح مومن کامل اور خدا رسول کی راہ میں تن من دص وطن ہر چیز قربان کرنے میں پوئے پوئے وفادار اور جان شار تھے۔ مگر خدائی اختیارات موت و حیات رزق اولاد دینے اور دیگر نفع نقصان پہنچانے کے مالک مختار نہ تھے یہ مشترکانہ عقیدہ ہے کہ کسی نبیؑ لی امام فرشتہ وغیرہ کے متعلق یہ خیال و گمان رکھنا کہ وہ خدائی اختیار کے مالک ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:-

کسی انسان کے لیے یہ لاائق اور صحیح نہیں کہ

اسے تعالیٰ اس کو کتاب حکم و ربوبت عطا

کریں پھر وہ لوگوں کو کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے

سوامیرے بندے اور علام بنو.....

اور نہ وہ یہم کریگا کہ فرسوں بیسوں کو رب

کیا وہم کو مسلمان ہونے کے بعد کفر کا حکم کریگا۔

یعنی کوئی بھی اور فرشتہ وغیرہ لوگوں کا رب مالک مختار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی نبیؑ نے اس کی تعلیم دی ہے کہ بونکہ یہ کفر ہے اعاذنا اللہ و جمیع المسلمين من الشرك
والکفر فی القسوس والعصیان۔ امین۔

فَاكَانَ لِبَشِّرَانَ يُوَسْعِيْهِ اللَّهُ الْكِتَابَ وَ
الْحُكْمُ وَالنَّبُوَّةُ مِنْ يَقُولُ لِلنَّاسِ كُوْنُوا
عِبَادًا إِلَيْيَّ مِنْ دُنْ دُنِ اللَّهِ
وَلَا يَأْهُلُ كُوْنَانَ تَخْلُنُ وَالْمُلْتَكَةُ وَ
النَّبِيَّينَ أَرْبَابًا دَأَيَا مِنْ كُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ
إِذَا نَّهَمُ مُسْلِمُونَ - پ

حضرت علیؐ نے اپنے بارے میں غلو اور افراط و تفرط کو
ہلاکت اور محراہی فکر مایا

حضرت علیؐ نے فرمایا:-

سیہلث فَ صنفان
حُب مفترطین هب بِ الْحُبِّ
إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَ مِنْهُمْ مُفْرطٌ
يَنْهَا بِالْبَعْضِ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ
وَ خَيْرُ النَّاسِ فِي حَلَا النَّمَطِ
الْأَدْسُطُ فَالرُّمُوكَةُ وَ الرُّمُوكُ الْأَسْوَادُ
الْأَعْظَمُ فَارْتَ بِيَاهُدُو عَلَى
الْجَمَاعَةِ وَ اِيَاكُمْ وَ
الْفَرْقَةِ فَان الشاذ من
النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا ان
الشاذ من الغُنْمِ لِلنَّئْبِ
الْأَمْنِ دُعا إِلَى هَذَا
الشَّعَارِ فَاقْتُلُوهُ وَ لَوْ كَانَ
تَحْتَ عِنَامَتِي هَذِهِ -

نُجُبُ الْبَلَاغَةِ ج ۲ ص ۱۱

عن قریب میرے متعلق دوسم کے لوگ ہلا
ہونے گے ایک مجتہد حسنے والا
جس کو مجتہد خلاف حق کی طرف نے جائے
دوسرے بعض کھنے والا حد سے گھٹانے والا
جس کو بعض خلاف حق کی طرف نے جائے اور
سب سے بہتر حال میرے متعلق درمیانی گروہ کا
ہے جو نہ زیادہ مجتہد کچھے نہ بعض کھے پس
اس درمیانی حالت کو اپنے لیے فروری سمجھو
اور سواد اعظم یعنی بری جماعت کے ساتھ رہو
کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر سے اور خبردار
جماعت کے علیحدگی نہ اختیار کرنے کیونکہ جوانان
جماعت کے الگ ہو جاتا ہے وہ شیطان کے
حصہ میں جاتا ہے جیسے کہ کلہ سے الگ
ہونے والی بھروسی بھیری کا حصہ نہیں ہے
اسکا ہو جاؤ جو شخص تم کو جماعت سے

الگ ہونے کی تسلیم دے اس کو قتل کر دینا، اگرچہ وہ
میرے اس عمامہ کے نیچے ہو۔

حضرت علیؑ نے کس قدر صفائی کے ساتھ مجت میں غلو اور زیادتی کرنے والوں
اور کمی کرنے والوں کی تردید فرمائی اور یہ تصریح بھی کر دی کہ جو عقیدہ میرے متعلق
سوادِ اعظم یعنی کلمہ گویاں اسلام میں سبے بڑی جماعت کا ہے اسی کو اختیار
کرو۔ ابتداء اسلام سے آج تک سوادِ اعظم اہل سنت کے سوا کوئی فرقہ نہیں ہا۔ حضرت
علیؑ کے اس فرمان سے یہ بات نہایت وضاحت سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ نے
مجت اس وقت باعثِ نجات ہے جب کہ فاطمۃ تفریط سے بچ کر مسلم اہل سنت
کے موافق ہو۔ یہ یونکہ سید علیؑ نے فرمایا مجت میں نیادتی کرنے والا اور بڑھ جانے والا
اسی طرح ہلاک ہے جس طرح کہ بعض میں بڑھ جانے والا ہلاک ہے۔

سیدنا علیؑ کا مختصر حان

آپ کا نام مبارک علی ہے اور لقب مرضیٰ سید ہے
اور کنیت ابو تراب اور ابو الحسن ہے

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین صدیق، فاروق
غنوی، علی رضوان اللہ علیہم الجمعین آپ کے جدی رشتہ دار ہیں۔ لیکن ان چاروں
میں سے حضرت علیؑ زیادہ قریب ہیں۔ آپ کے والد کا نام عبد مناف اور کنیت
ابوالطالب ہے جو کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت
عبدالله کے بھائی تھے۔ سیدنا علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔
پچھن سے ہی رسول خدا کے ساتھ رہے اور آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
آنغوٹ مجت میں پر ورش پائی۔ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دامادی کا

شرف ان کو بخشا اور آپ کی چھوٹی بیٹی سید حضرت فاطمہ زہرا بتوں آپ کے
نکاح میں آئیں جن سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

سیدنا علیؑ پھر میں سب سے پہلے ایمان لائے جس طرح کہ عورتوں میں سے
سید حضرت خدیجہؓ پہلے ایمان لائیں اور غلاموں میں سے حضرت زینؑ اور
آزاد مردوں میں سے پہلے سیدنا حضرت صدیقؓ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور ہمہ شیعہ اسلام
کے لیے پوری طرح کوشش اور محنت کرتے رہے۔

حضرت سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد ۳۲ھ میں مسند خلافت پیر فائز
ہوئے۔ پاریخ سال کے قریب تخت خلافت پر نشانہ رہ کر ۸ ار رمضان المبارک
۳۴ھ میں عبد الرحمن بن الجمیع خارجی کے ہاتھ سے بمقام کوفہ شہادت پائی۔ کوفہ
کے قریب بمقام نجف دفن کیے گئے انا للہ... ورضی اللہ عنہ۔

سیدنا علیؑ کی اولاد | عثمان۔ عمر اصغر۔ جعفر۔ صالح۔ عبد اللہ۔ عباس۔ صغیر۔
جعفر اصغر عون۔ یحیی۔ عبد العبد اصغر۔ شبر۔ الظہار۔ بیٹے تھے۔ اور بیٹیاں
زینب۔ ام کلثوم۔ زینب رضیہ۔ رقیہ۔ ام ایمن۔ تقیہ۔ رملہ۔ رملہ صغیر۔
ام ہانی۔ حمامۃ۔ ام المکرام۔ امامہ۔ ام سلمہ۔ مہمودہ۔ خدیجہ۔ فاطمہ ثانی وغیرہ۔
تا ریخ الامم شیعہ کتاب ص ۳۴۴م۔

غور فرمائیے سیدنا علیؑ کو خلفاء رشادت سے اتنی محبت تھی کہ اپنے بچوں کا نام
ابو بکر عمر عثمان رکھا۔ اگر ان سے محبت و عقیدت نہ ہوتی تو اپنے بچوں کے
نام ہرگز اس طرح نہ رکھتے۔ آپ کے فضائل و مناقب میں بہت سی

روايات ہیں۔ مگر ان کے اندر بہت سی روایات رواضخ کی منگھڑت موضوعات وکذبات بھی موجود ہیں جب ان کی تنقید و تحقیق کی گئی تو بہت ہی کم روایات پایا یہ صحت تک بہنچپیں۔

آپ نہایت زادہ از زندگی برقرار رکھتے تھے ہر مرتب رسول خدا کے اتباع کے حرص تھے۔ آپ کے فضائل میں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی رات ان کو اپنے گھر ٹھیک کیا اور مخلوق کی امانتیں حضرت علیؑ کے سپر ہوئیں اور خالق کی امانت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی) حضرت صدیقؓ کے سپر ہوئی۔ پھر حضرت صدیقؓ امانتِ الہی کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور رہیشے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوت اور اسلامی خدمات میں مصروف ہے اور غزوہ بدر اور خوبی وغیرہ میں کافی کفار کو جہنم رسید کیا اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

فتح خبر کی حقیقت | فتح خبر کے متعلق یہ بات خوب فہم شیں کریجیے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کے ساتھ خبر پہنچے اور اہل خیر نے آپ کو اور آپ کے شکر کو دیکھا تو نہایت خوف نہ دہ ہو کر کما مجنون و المجنون ای الجیش العظیم معنی یعنی محمد بن ڈارہ بھائی شکر لے کر آگئے ہیں۔

فُورًا بَحَاجَهُ اُوْرَأَنْتَ فَلَعُونَ مِنْ بَاهَلِ
تواس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے نعرہ الشراکبر کے بعد فرمایا

وَتَوَا هَارِ بَيْنَ الْجَحْنَمْ نَقَالَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهُ أَكْبَرْ خَبَرْتَ خَبَرْ إِنَّا

اذا نزلنا بساحة خبر کی دیرانی ہوئی۔ ہم جب کسی قوم
 قوہ فساد صباح کے میدان میں اُترے ہیں تو ڈرائے
 المندسین۔ ہوئے لوگوں کی صبح بُری ہوئی۔
 تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر میں پہنچتے ہی یہ خوش خبری سادی کے اسلام
 کی فتح ہے اور اہل خبر ہم بتاہ اور ویران ہوں گے۔ یہود خبر کے متعدد قلعے تھے
 جن کو سرخونے کے لیے بڑی زبردست جنگ صحابہ کرام نے جاری رکھی کیونکہ
 یہو کاٹ کر دس ہزار تھا اور مسلمان صرف چودہ سو تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یہ خوش خبری سنائی کہ کل صبح خبر پر فتح ہوگی اور صبح
 اسلامی شکر کا جہنڈا السدا اور رسول کے پیاسے اور اسرار رسول سے محبت لکھنے
 والے تم مسلمانوں میں سے جیش شخص کو دوں گا اس تعالیٰ اس کو فتح و کامیابی دیگا
 اس خوش خبری کو سن کر مسلمانوں کو صبح فتح کا یقین ہو گیا۔ کیونکہ اہل خبر کی
 طاقت اور قلعے مترازیل اور کمزور ہو چکے تھے اور حضور پر فور صلی اللہ علیہ آللہ وسلم
 کی پیشیں گوئی کا صحابہ کرام کو اتنا پختہ یقین تھا کہ صبح آپ جس کو بھی جہنڈا
 عنایت فرمائیں گے ضرور فتح و نصرت ہوگی۔ اس لیے بہت سے صحابہ کرام کو
 اس بات کی خواہش ہوئی کہ صبح جہنڈا ہم کو ملے۔ چونکہ حضرت علیؓ بوجہ آنکھوں کی
 تکلیف اور درد کے شر کیپ بہاد نہیں ہو سے تھے جناب رسول اصلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا کی جس سے حضرت علیؓ
 کی آنکھوں میں درت العمر تک بھی درد نہ ہوا۔ لعاب مبارک لگانے کے بعد ان کو
 جہنڈا دیا اور فتح کی پیشیں گوئی اور خوش خبری دے کر روانہ کیا تو اُس روز

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی نصرت سے اسلام کی فتح اور کامیابی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد و مکان کوئی پوری ہوئی جسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روز خیر میں قدم رکھتے ہی فرمایا تھا۔ تو خیر کے متعلق یہ خیال کہ سیدنا علیؑ کے بغیر فتح ناممکن تھی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کو فتح کی کوئی امید نہ تھی، بہ بالکل لغو، فضول اور ثان رسالت کا انکار ہے۔

اعاذ نا للہ وَبِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا۔

قرآن مجید میں حضرت علیؑ کی شان | سیدنا علیؑ اور قرآن مجید کی اُن جن میں مهاجرینؓ مجاہدین اولین کے محاudem و اعلیٰ مراتب بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) وَالشِّقُونَ أَلَا وَكَلُونَ اور سب مسلمانوں سے سبقت یعنی والے پہلے مهاجرینؓ کو ابتداءً ارضی ہے، اسر تعالیٰ ایمان والوں سے ارضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

جو لوگ آپ سے بیعت ہوئے وہ اسر تعالیٰ سے بیعت ہوئے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اسر تعالیٰ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب و مزین کر دیا اور

(۲) لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَأِ يَعْوَنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(۳) إِنَّ اللَّهَ يُبَأِ يَعْوَنَكَ إِنَّمَا يُبَأِ يَعْوَنَ اللَّهَ طَيْلُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

(۴) وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِّبَ إِلَيْكُمْ لِإِنْمَانَ وَزِينَةَ

فِي قُلُوْبِ كُمْدَةَ كَرَّةَ
 إِلَيْكُمُ الْكُفْرُ وَالْفُسُوقُ وَ
 الْعِصْيَانُ وَلِذِكْرِهِمُ الرَّأْشِدُونَ

کفر نافرمانی اور گناہوں کو تمہارے
 بیٹے مکروہ و ناپسندیدہ کر دیا۔
 وغیرہ وغیرہ۔ یہ بہت سی آیات ہیں جن میں سیدنا علیؑ خلفاء راشدین اور
 دیکھ جلیل الشان صحابہ کرامؐ کی طرح موصوف مُمدُح ہیں۔ وہ لوگ نہایت
 بدجنت ہیں جو آپؐ کے متعلق کسی قسم کی گستاخی یا بے ادبی حرکے ان کے
 کاموں کو غلط کہتے اور لکھتے ہیں۔ اعاذه نا اللہ منہما۔

حضرت علیؑ کے خلفاء ثلاثہ سے تعلقاتِ محبت

سیدنا علی المرضیؑ کو حباب صدیق اکبر اور عمر فاروق اور عثمان و النورین
 خلفاء ثلاثہؑ کے ساتھ ہمیشہاتفاق اور محبت کا سلوک ہا اور تینوں حضرات
 کی بیعت خلافت بطيء خاطر منظور فرمائی اور ان کے عهد خلافت میں مشیر اور
 قاضی وفتی بن کر فیصلے فرماتے رہے۔ چنانچہ شیعہ کی کتابوں میں بھی ثابت
 ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں:-

ان ابا بکر و عمر و عثمان کا نوا
 بتحقیق حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ
 اور حضرت عثمانؓ نے حدود کے فیصلے
 حضرت علیؑ کے سپر کر رکھے تھے۔
 (جعفریات۔ مطبوعہ تہران ص ۳۳)

پیر شیعہ کی کتابوں میں ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں حکم دے رکھا تھا:-

لَا يَفْتَيْنَ أَهْلَ فِي الْمَسْجِدِ کوئی شخص مسجد میں حضرت علیؓ کی
وَعَلَىٰ حَاضِرٍ . موجودگی میں فتویٰ اور فیصلہ نہ ہے۔

(حق اليقين عربی مصنفہ سید اکبر سید عبداللہ شبر ج ۱ ص ۱۸۷)

ثیز کتب شیعہ میں ثابت ہے کہ ایک لوٹی کو پکڑ کر حضرت عمرؓ کے دربار میں لائے۔ دربار خلافت میں حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ سے اس کی سزا کے متعلق مشورہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو کہا:-

مَا تَقُولُ يَا أَبَا الْحَسْنِ قَالَ	اے ابوحسن! آپ کیا حکم دیتے ہیں۔
أَضْرَبْ عَنْقَهِ فَضُرُوبُ	سیدنا علیؓ نے فرمایا اس کی گزدن اڑادو
عَنْقٍ قَالَ أَدْعُ بِجَطْبٍ	پس حضرت عمرؓ نے اس کی گزدن مرادی
قَالَ فَدْعَ عَلَىٰ بِجَطْبٍ	حضرت علیؓ نے فرمایا لکھ ریاں منگواؤ
فَاهْرِبْ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنِينَ	حضرت عمرؓ نے لکھ ریاں منگوائیں پس
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاحْرِقْ بِهِ	حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اس کو جلا دو
إِسْبَصَارَ ح ۲۱۹ ص	پس وہ جلا دیا گیا۔

ثیز شیعہ کی کتاب من لا يحضره الفقيه ص ۲۲۴ پر ہے کہ حضرت عمرؓ نے شراب کی حد کے سلسلہ میں حضرت علیؓ سے مشورہ کیا۔ تو شیعہ مذہب کی ان روایات سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت علیؓ خلفاء، شلاتہؓ کے عہد خلافت میں ان کے ساتھ ہر قسم کے مشوروں اور فیصلوں میں شامل شریک رہتے تھے غزوہ فارس، روم کے متعلق جب حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی فوجوں کو اسر تعا لے کی فوج قرار دیا، فرمایا کہ ان کا

حافظ وناصر خود اسرت تعالیٰ ہے۔ نجح البلاغہ ج ۲۹۔ ۲۷ ص

اہل سنت کی کتابوں میں ثابت ہے کہ حضرت علی المتصیٰ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانے میں فرمایا تھے تھے کہ جناب سول اصلیٰ سعد علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو فضل ترین عبادت نماز کا امام بنایا تو جس کو آپ نے ہمارے دین کا امام بنایا ہم کیسے ان کو دنیاوی معاملات میں امام نہ سمجھیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں کئی بار اعلان فرمایا جو کہ کتب حدیث میں اسیؓ سندوں سے موجود ہے:-

خیر الاممۃ بعد نبیہہ ابو بکر نبی کے بعد تمام امت سے بہتر

شہر - ابو بکر میں پھر عمر -

حضرت عثمانؓ کو جب یاغیوں نے محاصرہ میں لیا تو حضرت علیؓ نے ان کی حایت اور حفاظت میں بہت کوشش کی اور اپنے دونوں صاحزادوں حسن و حسینؓ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لیے مانور کیا اور جب شہید ہونے تو آپؓ کو بڑا صدمہ ہوا اور ان کی تعریف میں بہت بلند کلمات ارشاد فرمائے

اہل سنت اور شیعہ کی ان وایاں کیے بات خلافت بلا فضل کی ترویجہ | بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ

خلیفہ بلا فضل نہیں تھے۔ اگر ان کے خلیفہ بلا فضل ہونے کا کوئی حکم ہوتا تو وہ خود اور دیگر صحابہ کرامؓ کسی دوسرے کی خلافت ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہ کر تے شیعوں کے نزدیک توحید رسالت کی طرح حضرت علیؓ کی خلافت امامت اصول دین میں ہے توحید صراحتہ قرآن مجید میں ثابت ہے لا الہ الا اللہ۔ قل ہو ان شر احمد۔ رسالت بھی

صرحتہ قرآن مجید میں ثابت ہے محمد رسول اللہ۔ اصولِ ین قرآن مجید کی نص قطعی
یا صریح حدیث متواتر کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتے اور حضرت علیؓ کی امامت و
خلافت بلا فصل کے لیے کوئی نص قرآنی یا متواتر حدیث صریح آج تک نہ کسی نے
پیش کی ہے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتا ہے۔ اہل سنت کی کتابوں سے جو روایات
حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کے لیے پیش کی جاتی ہیں ہیاتوں میں گھڑت اور موضوع
ہیں یا تہمیت ضعیف ناقابلِ اعتماد ہیں یا زیادہ سے زیادہ حضرت علیؓ کی مدح و
منقبت اور دیانت امامت پر دلالت کرتی ہیں لیکن کوئی رد ابیت خلافت
بلا فصل کے ثبوت کے لیے پیش نہیں کی جاسکتی۔

مَنْكُنْتُ مَوْلَاهُ لَنْ كَامْ طَلَبَ | شیعہ عموماً اس دایت کے
در غلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ روایت حسب ذیل ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو فرمایا :-

مَنْكُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلَيْهِ | میں ہبھی اس کا محبوب اور دوست ہوں
مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ دَأْلِ مَزْوَلَاهَ | تو یہ ہبھی اس کا محبوب دوست ہے
وَعَادَ مَنْ عَادَاهُ . یا اسٹر تو اس شخص کو محبوب کر جو اس کو

محبوب رکھے اور تو اس شخص کو دشمن رکھ جو اس کو دشمن کرے
اس سے پہلے کہ ہم اس دایت کی تحقیق بیان کریں شیعہ مدرسہ کی کتابوں
سے حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق حیرت انگیز و تعجب خیز کہانی ہدیۃ ناظرین کرتے
ہیں احتجاج طبری شیعہ متن اور طبع قدیم کے ص ۳۲ پر مرقوم ہے :-

جبریل علیہ السلام نے حج کے روز عرفات میں اکر اسرت تعالیٰ کا حکم پہنچایا کہ علی کی خلافت کا اعلان کرو۔ تو خاب سول اصلی اسر علیہ وسلم نے لوگوں کے ڈر سے العز تعالیٰ کے حکم کو ٹھال دیا۔ وہاں سے واپس ہوئے جب مسجد خیف پہنچے تو جبریل علیہ السلام دوسری بار بازیازل ہوئے اور بھری یہ حکم دیا کہ علی کی خلافت کا اعلان کرو پھر بھی ڈر کی وجہ سے آپ نے اعلان نہ کیا۔ پھر وہاں سے چلتے چلتے کراع غیم کے مقام پر پہنچے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ تیسرا بار جبریل علیہ السلام السر تعالیٰ کا وہی حکم لائے تو خاب سول اصلی اسر علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی قوم سے ڈر سے اسر تعالیٰ سے میری حفاظت کی کوئی آیت لا اُتھب یہ حکم لوگوں میں پہنچاؤں گا۔

جبریل علیہ السلام واپس ہوئے بارگاہ الہی میں سارا ماجرا عرض کیا اور جناب سول اسر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم چلتے چلتے غدر بختم پر پہنچے تو چوتھی بار جبریل علیہ السلام آئے۔

اتاہ جبریل علیٰ خمس ساعات مضت من النہار نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور سخت بالزجر دا لان تھا سر۔ زجر و تونیخ سے کہا:-

اسرت تعالیٰ کا حکم ہے کہ علی کی خلافت کا اعلان کرو میں تمھیں لوگوں سے محفوظ رکھوں گا۔ اگر تم نے اب بھی علی کی خلافت کا اعلان نہ کیا تو تم نے رسالت کا فریضہ ادا نہ کیا۔ تو پھر اس زجر و تونیخ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح اور صاف اعلان خلافت بلا فصل کے بجائے من کنت مولاہ فهذا علیٰ مولاہ للہ کے الفاظ سے اعلان فرمایا جو کہ خلافت مطلقاً کا

عنی بھی نہیں دے سکتے چہ جائیکہ خلافت بلا فصل پر دلالت کریں۔ شیعوں نے جناب علیؑ کی خلافت بلا فصل کے لیے تو یہ کہانی گھڑلی، لیکن بے چاروں کو یہ خیال نہ رہا کہ اس کہانی سے جناب رسول اصلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا زرد پڑے گی ۔

خدائے کرس کو جائز اس طرح رد و بدل ہو گا

تمہی انصاف سے کہہ دی یہ عقدہ کیسے حل ہو گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے بھادروں سے زیادہ دلادور بھائی تھے اور جو مکہ و طائف، احمد و احزاب میں کسی سے خوفزدہ نہ ہوئے ان کے باسے میں یہ کہانی بہتان اور خلاف قرآن ہے۔

الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسْلَتِ الرَّسُولِ
الَّذِي وَيَخُشُقُونَهُ وَلَا
يَخُشُونَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهُ
تبليغ کرتے ہیں اور رسول تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

اگر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کا اعلان کر جکے ہوتے تو حضرت علیؑ حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کیوں کرتے۔

(استجاج طبری شیعہ ۵۶) کو اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی شہادت کے بعد حجب لوگوں نے ان خلیفہ بننے کے لیے عرض کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا:-

دعونی والمسوا غیری مجھے چھوڑ کسی اور کو منالو۔
اور اخیر میں فرمایا:-

اگر تم مجھ کو چھوڑ د تو میں باقی مسلمانوں کی
طرح رہوں گا اور جس کو تم امیر بناؤ گے
میں تم سے زیادہ اس کی اطاعت و
فرمان برداری کروں گا۔ اور میرا زیر
ہونا میرے امیر و خلیفہ ہونے سے تمہارے
منی امیرا

نحو البلاغہ حج ص ۱۸۶

لیے زیادہ بہتر ہے۔

تو غور کیجیے اگر حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل منصوص من السہرتوی تودہ
کس طرح کہتے کہ کسی اور کو خلیفہ بنالو یہ اس کی فرمان برداری تم سے زیادہ کروں گا
جو پیز توحید رسالت کی طرح اصول دین میں سے ہواں کے خلاف حضرت علیؑ
المنصوصی وہ جیسے کامل الایکان کیجیے کہہ سکتے تھے۔
نیز سیدنا علیؑ نے ہماجرین و انصار کے اجتماع اور شوریٰ میں منتخب شدہ امام کو
امام برحق اور رضائے الہی کے موافق بیان فرمایا۔

سو اس کے نہیں کہ مشورہ خلافت کا
حق ہماجرین و انصار کو ہے پس اگر
ہماجرین انصار کسی شخص پر تفقہ ہو جائیں
اور اس کو امامت کے لیے نامزد کریں
انما الشوری للهابجین و
الأنصار فان اجتماعاً على
مرجل وسموة اماماً كان
ذلك لله رضاً۔

نحو البلاغہ حج ص ۸

تودہ خدا کا پسندیدہ امام ہو گا۔

اگر بالفرض خلافت حضرت علیؑ منصوص من السہرتوی توسیدنا علیؑ اس کے
خلاف یہ کیسے فرماتے کہ ہماجرین و انصار کا منتخب شدہ امام السہر تعالیٰ کا

پسندیدہ امام ہو گا بلکہ آپ تو یوں فرماتے نص خلافت کے بعد دوسرے کو امام بنانا کفر ہے۔

ان مذکورہ امور کے بعد اب اس روایت کے معنی میں غور کیجیے۔
لفظِ مولیٰ کے بہت سے معانی ہیں جو کہ المسجد میں مذکور ہیں۔ مالک سید۔
عبد متعین متعین منعم علیہ۔ محب۔ صاحب۔ حبیف۔ جار۔ نزیل۔
شریک۔ ابن الحم۔ ابن الاخت۔ صہر۔ قریب مطلق۔ ولی۔
تابع۔ تو ان معانی سے ظاہر ہے کہ مولیٰ کا کوئی معنی خلیفہ بلا فصل نہیں ہے،
اور خود روایت کے الفاظ میں غور کرو کہ مولیٰ کے معنی خلیفہ بلا فصل ہو تو
پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہونے کے کیا معنی ہیں؟۔

قرآن مجید میں جو آیا ہے فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجَبْرِيلُ وَصَالِحُ
الْمُؤْمِنِينَ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور
جبریل اور صالح المؤمنین مولیٰ ہیں۔ تو کیا اس کا یہی مطلب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ
اور جبریل اور صالح المؤمنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل
ہیں جیسے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو مولیٰ کہا اسی طرح
مشکوہ شریعت کے ۲۹۳ صفحہ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن
حارثہؓ کو فرمایا انت اخونا و مولا نا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔ تو کیا حضرت
زیدؓ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل تھے؟۔

شیعہ حضرات جو اپنے مولوی صاحبان کو فلاں مولانا، فلاں مولانا کہا
کرتے ہیں تو کیا وہ بھی خلیفہ بلا فصل ہوتے ہیں؟۔

ان مذکورہ بالامتنع معانی میں سے اس روایت کے معنی خود اس روایت کے آخری الفاظ اللہ ہو وال من و لا ہو عاد من عاد اکا متعین بھرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے معنی ہر شخص کے نزدیک یہی ہیں کہ یا اس تو اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے: اور دشمن رکھ اس شخص کو جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ الفاظ بیان اور واضح قرینہ ہیں کہ اس روایت میں علی کے معنی دوست اور صحب کے ہیں جس کی بتا پر روایت کے معنی یہ ہیں کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔ اس فرمان میں اُس شخص کو تنبیہ مقصود تھی جس کی حضرت علیؓ سے کچھ رنجش ہو گئی تھی، اس رنجش کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جنگل کے غدیر (تالاب) پر علم ہوا جس کا وہیں یہ فیصلہ فرمایا۔ درستہ اگر خلافت بلا فصل کا اعلان مقصود ہوتا تو عرفات کے میدان میں جہاں تمام لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے وہاں اعلان فرماتے۔ عقل مند اور دیانت دار باشوم منصف مراج حضرات غور فرمائیں اگر سیدنا علیؓ کی خلافت بلا فصل کا مسئلہ اصولِ دین میں توحید و رسالت کی طرح تھا تو اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کا اعلان و بیان نہ قرآن مجید میں نہ صریح حدیث متواتر میں اور نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ بیت اللہ میں نہ مسجد نبوی میں اور نہ عرفات و منی و مزادغہ میں جہاں تمام مسلمان ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے، بلکہ ایسا ضروری اور ایک اعلان غدیر ہم جنگل کے تالاب پر اور وہ بھی گول مول الفاظ میں جن کے معنی خلافت بلا فصل قطعاً نہیں ہو سکتے بلکہ اس روایت میں

کوئی ادنیٰ ساشارہ بھی خلافت بلا فصل کا نہیں کیونکہ اس میں تودوامی حکم ہے کسی خاص وقت کے متعلق حضور کی زندگی یا آپ کی رحلت کے بعد صحابہؓ کی زندگی تک کا حکم نہیں بلکہ حضور کی تمام امت تا قیام قیامت یہ حکم ہے کہ جس شخص کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ ہیں اس کے لیے حضرت علیؓ بھی مولیٰ ہیں۔ تو یہ دوامی حکم محبت اور دستی کا تو ضیح ہو سکتا ہے، لیکن خلافت بلا فصل کا ضیح نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا علیؓ خلفاء رشادؓ کے بعد چونچھے خلیفہ راشد ہیں۔

جنگِ حمل صفیین، نہروان کے باñی مبانی سیدنا عثمانؓ کے قاتل بلوائی تھے

حضرت علیؓ تقریباً پانچ سال تک مسندِ خلافت پر ملکن رہے۔ آپ کو اپنی خلافت میں نہیں لڑایاں درشیں آئیں۔ جنگِ حمل، جنگِ صفیین اور جنگِ نہروان۔ جنگِ نہروان میں خواج سے لڑائی ہوئی جو کہ سیدنا علیؓ کی اپنی فوج میں سے نکل کر آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کے حق میں بہت کچھ گستاخی اور بدگوئی کرنے تھے۔

جنگِ حمل | لوگوں نے اس لڑائی کے واقعہ میں بہت سی بے جا اور جس وقت حضرت عثمانؓ مدینہ طیبہ میں شہید ہوئے ام المؤمنین سید عائشہ صدیقہؓ مرحوم کوگئی ہوئی تھیں۔ حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ دونوں حضرات

مذہبیہ طبیبیہ میں بلوایبوں باغیوں کی ناشائستہ ظالمانہ حرکات پر کرام المؤمنین کی خدمت میں مکہ مکرمہ پہنچے سارا واقعہ ان سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رض شہید کر دیے گئے اور اس وقت مذہبیہ میں فتنہ برپا ہے آپ ام المؤمنین ہی ایسی تبریر کریں کہ یہ فتنہ فاد کسی طرح رفع دفع ہو جائے۔ ابھی تک قاتلان عثمان سے قصاص نہیں لیا گیا جس کی وجہ سے بلوایبوں باغیوں کا زور برہننا جارہا ہے۔ ام المؤمنین طبیبیہ طاہرہ سید عاشر صدیقہ خنزیر جعفرؑ میں پڑنے سے تامل فرمایا۔ بالآخر مسلمانوں کی اصلاح و خیر خواہی کے پیش نظر یہ مشوہ طے پایا کہ جب تک بلوایبوں کا زور نہ توڑا جائے مذہبیہ منورہ جانا مناسب نہیں۔ اور کسی تبریر سے حضرت علیؓ کو ان مفسدوں کے گروہ سے علیحدہ کر کے آپس میں اتحاد و اتفاق کر کے حضرت عثمان کا قصاص لیا جائے اور ان مفسد باغیوں کی سرکوبی کی جائے۔ چنانچہ اس مشورہ کے مطابق بصرہ کی طرف روانگی ہوئی۔ بلوایبوں نے اس کی خبر پا کر حضرت علیؓ کے سامنے بہت زنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا اور کہا کہ یہ لوگ آپ کو خلافت سے معزول کرنے کے درپے ہیں۔ بہر حال ان حضرات کا اصل حال حضرت علیؓ پر ٹکر نہ پہنچنے دیا۔ حضرت علیؓ بھی بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت حسینؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ بن جعفرؓ اس فوج کشی کے خلاف تھے۔ جب حضرت علیؓ کی فوج بصرہ کے قریب پہنچی تو آپ نے حضرت قعقاعؓ صحابی کو قاصد بنابر حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت قعقاعؓ نے پہلے حضرت ام المؤمنینؓ سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے صاف فرمادیا

کہ میرا مقصود صرف اصلاح ہے کسی طرح یہ فتنہ فساد دور ہو اور امن قائم ہو جائے۔ پھر حضرت قعقاعؓ نے حضرت طلحہؓ وزیرؓ سے ملاقات کی ان دونوں نے فرمایا حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے تصادم لیے بغیر امن نہیں ہو سکتا۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا کہ یہ مقصود اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا کہ رب مسلمان متفق ہو جائیں، لہذا آپ لوگوں کو چاہیے کہ حضرت علیؓ سے مل جائیں اور باہم متفق ہو کر اس کی تدبیر کر جیں۔ یہ راتے حضرت طلحہؓ و زیرؓ نے پسند کی۔ اور حضرت قعقاعؓ صلح کی خوشخبری لے کر حضرت علیؓ کے پاس گئے وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت زیرؓ کی ملاقات کا وقت مقرر ہوا کہ جس میں بلوائیوں کا کوئی آدمی شرکیں نہ ہوگا۔ بلوائیوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرا۔ عبداللہ بن سبابہ ہودی جو بلوائیوں میں تھا اس کے اشارہ پر رات کو حضرت ام المؤمنینؓ اور حضرت طلحہؓ و زیرؓ کی جماعت پر حملہ کر کے یہ شہو کیا کہ اس فرقے نے بد عمدی کی ہے جس کے بعد دونوں فرقے میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ دوسرے فرقے نے بد عمدی کی ہے۔ حالانکہ یہ سارا فتنہ باغیوں نے کیا تھا۔ کسی فرقے کا کوئی قصوٰ اور بد دیانتی نہ تھی، بری جنگ برپا ہوئی حتیٰ کہ حضرت طلحہؓ و زیرؓ بھی اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔ انکا دلہ درانا رائیہ ارجعون حضرت طلحہؓ تو میدانِ جنگ میں شہید ہوئے۔ مگر حضرت زیرؓ جنگ سے کنارہ کش ہو کر جائے تھے کہ راستہ میں ان کو ابن جرموز نے شہید کر دیا اور شہید کر کے با میدانِ امام حضرت علیؓ کے پاس آبا۔ مگر حضرت علیؓ نے اس کو جنم کی

بشارت دی۔ ابن جرمونے کہا آئئے خوب انعام دیا۔ توحضرت علیؓ نے فرمایا کیا
کروں مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

یا علی بشر قاتل ابن اے علی میری پھوپھی صفیہ کے بیٹے
صفیۃ بالنس ز بیر کو جو شخص قتل کرے تم اس کو ذرا نہ
کی بشارت سنانا۔

(حضرت زبیرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے) یعنی حجہ
ابن جرمونے خود کشی کر لی۔ حضرت علیؓ نے بلند آواز سے تکبیر پڑھی اور
کھماکہ دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ کتنا سچ ہوا۔ اور
جنگ کے بعد حضرت علیؓ کا گزر حضرت طلحہؓ کی لاش مبارک پر ہوا تو آپ
ان کو دیکھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ابو محمد (طلحہ) اس حالت میں پڑے ہیں۔
کاش میں آج سے بیس برس پہلے مر گیا ہوتا۔ اور حضرت طلحہؓ کے اس
ہاتھ کو لے کر بار بار چوتے تھے کہ جس ہاتھ سے حضرت طلحہؓ جنگ احمدی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی تھی اور ان کا وہ ہاتھ تیر میں
کی بارش سے ڈھال کا ہام دے کر شل ہو گیا تھا۔

جنگ صفين | حضرت علیؓ کی جماعت کو حضرت معاویہ کی جماعت
معاویہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص طلب کرتے تھے جو کہ حضرت
علیؓ کی فوج میں گھسے ہوئے تھے۔ اور حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ یلو ایسوں کی
قوت زیادہ ہے ابھی ان سے قصاص نہیں لیا جاسکتا۔ اسی بات میں

اس فد طول ہوا کہ بلوائیوں اور باغیوں کی سازش و شرارت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی کی نوبت آگئی۔ اس لڑائی میں نہ حضرت علیؓ نے اپنے مقابلہ لوں کی تکفیر و پیغمبر کی نہ حضرت معاویہؓ نے۔ یہ بالکل بہتان افترا ہے اور کذب حق نما ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ پر لعنت حکم دیا تھا، خود مسید علیؓ سے مردی ہے:-

امام محمد باقرؑ سے وایت ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے
محاربین (اہل حرب و صفیین) کے متعلق فرمایا کہ
ہم نے ان کو کافر سمجھ کر ان سے لڑائی نہیں کی
اور نہ وہ ہم کو کافر سمجھتے تھے لیکن ہم اپنے آپ کو
حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو
حق پر سمجھتے تھے۔

حضرت علیؓ اپنے محاربین میں سے
کسی ایک کو بھی نہ مشرک کہتے تھے نہ منافق
لیکن فرماتے تھے وہ ہمارے بھائی ہیں
ہمارے خلاف بغاوت کی۔

جناب امیر المؤمنین کے فرمان کے جس کو
اپنے تمام شہروں میں واد فرمایا۔ اس فرمان میں
جناب امیر اوقاعات کو بیان فرماتے ہیں جو
ان کے اور اہل صفیین کے درمیان واقع ہوئے
اور ابتداء یہ ہوئی کہ ہم میں اور اہل

(۱) جعفر عن ابی اان علیا علیہ السلام
کان یقول لا هل حرب انا لم نقاتلهم على
التكفير لم نقاتلهم على التكفار لان
لکن ایضا انا على حق و راوی ازهم على حق
قرب الاسناد شیعہ

۳۵

(۲) جعفر عن ابی اان علیا علیہ السلام
لم یکن ینسب احداً من اهل حرب
إلى الشرك ولا إلى التقىق ولكن یقول لهم
اخواننا لغوا علينا (قرب الاسناد شیعہ ۳)

(۳) مزکتاب لله علیہ السلام
كتبه الى اهل الامرصار يقص
فيه ما جرى بينه وبين اهل
صفیین۔ و كان بدأء
امرنا انا التقينا و القوهر

شام میں جنگ ہوئی اور ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا رب ایک اور ہمارا اور ان کا نبی ایک ہے ہماری اور ان کی دعوت اسلام میں ایک ہے، نہم ایکان با سرور تسلیت بالرسول میں ان نے یادہ ہیں اور نہ وہم نے یادہ پسین کا معاملہ ہمارا اور ان ایک ہے صرف خونِ عثمان کے معاملہ میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہو گیا حالانکہ میں اس سے

پاک صاف ہوں۔

منصف مزاج و بیانت ارجح طلب حضرات نعمۃ فرمائیں کہ شیعہ کتابوں میں خود یہ سید علیؑ سے کس قدر صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ جنگِ حمل صوفیں الہیں سے بوجہ ان لڑائیوں کے نہ کوئی کافر ہے نہ منافق بلکہ غلط فہمی کی وجہ سے لڑاتی کی نوبت آئی ہے ایک فرقی اپنے کو حق پر صحیح کر دوسرے فرقی کی اصلاح چاہتا تھا۔ مقدمہ ابن خلدون میں ہے کہ اس پر بھی سب کا اتفاق تھا کہ چونکہ فرقیین صاحبِ اجتہاد تھے اس لیے ہر دو فرقی گناہ و گرفت سی پاک فرمی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؑ سے دربتار گیا گیا کہ جنگِ حمل صوفیں کے مقتولین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ ناجی ہیں یا قابل گرفت۔ آپ نے جواب دیا کہ قسمِ خدا ان لڑائیوں میں جو بھی مراودہ جنہی سے ہے پس اس کا دل پاک ہو۔ تو گورا آپ فرقیین کے مقتولین کے بارے میں حکم لگا رہے تھے۔ طبری دیگر مورخین نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ بہرحال یہ وہ بزرگ ہیں جن کی عدالت

من اهل الشام والظاهر ان
رس بنا واحد و نبینا واحد و
دعوتنا في الاسلام واحدة
ولا نستزيد هم في الایمان بالله
والتصديق برسوله ولا
يسْتَزِيدُونَا كلاماً فَاحِدَةٌ كلاماً
اخْتَلَفُنَا فِيْرَمَنْ دِمْ عَثَمَانَ و
خُنْ صَفْ بِرَاعِ -

نحو البلاغہ ۷ ص ۱۲۵

ہر شک و شبہ اور عن و شیع سے مبتدا و پاک ہے۔ بھی ہ حضرات ہیں جن کے اقوال و افعال
شریعت میں نہیں اور اہل السنۃ والجماعۃ کا ان کی عدالت پر فحیصلہ ہے۔ مقدمہ

ابن خلدون۔ ص ۲۹۲

قال علی رضوانہ عن قتلہ معاویۃ قتل معاویۃ
سید علی نے فرمایا میری طرف کے مقتول اور
حضرت معاویۃ کی طرف کے مقتول بہشت
ذبحتہ۔ سیرہ علام الفیلان للذہبی۔ ج ۳
ص ۹۵ تذکرہ حضرت امیر معاویۃ میں ہوں گے۔

حضرت علی نے جنگِ جمل کے بعد سید طیب طاہر امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق فرمایا
ولہا بعد حرمہ الادلی ان کے لیے جنگِ جمل کے بعد بھی وہی
نجع البلاغہ ج ۲۔ ص ۶۳ پہلی عزت و عظمت ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ نے اتفاق کیا ہے کہ جو اختلاف رمیان صحابہ واقع ہوا، اس
سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا واجب ہے، اور ان کو برداشت کرنے سے پر نیز کرنا چاہیے بلکہ ان کی صفات
جمیلہ اخلاقِ حمیدہ کا بیان کرنا لازم ہے۔ (غینیۃ الطالبین۔ اردو ترجمہ ص ۱۳۵)

حضرت معاویۃؓ نے حضرت علیؓ کی خدمت میں لکھا:-

اما شرفك في الاسلام و فرانتك
آپ کی جو بزرگی اسلام میں ہے اور
من النبي فلست ادفع آپ کی جو قرابت نبی علیہ السلام ہے
شرح نجع البلاغہ ص ۱۲۰ درہ نجفیہ میں اس کا منکر نہیں ہوں۔

اہل سنت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ سید علیؓ کی شاہ حضرت معاویۃؓ سے بہت بلند بالا
ہے۔ سید علیؓ اور حضرت معاویۃؓ میں اختلاف کے دران ایک عیسائی بادشاہ کے درینہ منور
پر گلہ کرنے کی افواہ پرچی تو حضرت معاویۃؓ نے فوراً اس عیسائی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے رومی کئے!

تو ہماری آپس کی لڑائی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جس قت تو مدینہ کی طرف رُخ کر گیا تو خدا کی قسم علیؐ کے لشکر سے جو پلا پسا ہی تیری سرکوبی کے لینے نکلے گا وہ معاویہ بن ابی سفیان ہو گا۔ اس خط کے جانے سے عیسائی کی بہت پست ہو گئی۔ طبری۔

حضرت معاویہ نے ضرار بن ضمیرہ کو کہا کہ حضرت علیؐ کی صفات اور خوبیاں بیان کرو تو اس نے بہت سختی سے حضرت علیؐ کی بیان کیں۔ حضرت معاویہؓ سننے کے بعد رونے لگے۔

حضرت علیؐ کی صفات سننے کے بعد حضرت معاویہؓ	رس حمد لله ابا الحسن کان
روپرے اور فرمایا اسلام علیے ابو حسن پر حم فرمایں قسم	والله کن لک
بخارا وہ انسی صفات کے مالک تھے۔	شرح نجاح البلا در درجیہ
حضرت معاویہؓ اشاروئے کہ آپ کی	فیکی معاویۃ حتى احضلت
لحیتہ ڈارِ حجۃ ض ۲۶	در درجیہ
اسی طرح حضرت علیؐ سے منقول ہے جو کہ شاہ ولی اسرحدیث دہلویؐ نے ازالۃ الخنا	
میں نقل کیا ہے کہ حضرت علیؐ نے فرمایا ہے لوگو! معاویہ کی حکومت کو برلن سمجھو۔ خدا کیم	
جب نہ رہیں گے تو دنیا میں سخت بد امنی پھیلے گی۔ سید علیؐ کی شہادت کے بعد حضرت	
حضرت علیؐ نے جناب معاویہؓ سے پوری مصالحت کی جس کے مجمع عام میں بیعت کی چنانچہ	
شیعہ کتاب میں ثابت ہے۔	

پھر حضرت معاویہؓ نے کہا احسن بیت	فقاول یا حسن قمر فبایع
کرو تو آپ نے اٹھ کر بیعت کر لی۔ پھر	فقام فبایع۔ ثم قال للحسین
حضرت جسینؑ کو کہا تو انہوں نے اٹھ کر	علی السلام قمر فبایع فقام

فیاں۔ رجال کشی۔ ص ۲۷ حضرت معاویہ سے بیحث کر لی۔
بھر حال ان جنگوں کے بعد بھی سیدنا علیؑ اور حضرت جنینؓ اور حضرت عائشہ
صَدِيقَةِ امِ الْمُؤْمِنِينَ اور حضرت معاویہؓ ایک دوسرے کو پہلے کی طرح صحیح مٹوں
سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کے حق میں اچھے کلمات کہتے تھے۔ کوئی کسی کو کافر
منافق اور مجرم نہ سمجھتا تھا۔ جس طرح کہ قرآن میں بھی ثابت ہے۔

وَإِنَّ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور اگر مؤمنین کے دو گروہوں میں جنگ
أَفْتَلُوا فَاصْلِحُوا إِيَّهُمَا پ ۲۶ قاتل ہو تو ان میں اصلاح کرو۔

یہ آیت صراحت دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کے دو گروہ باہم جنگ اور
لڑائی کرنے کے باوجود پھر بھی مومن رہتے ہیں اور ان کی اصلاح اور باہمی مصتا
کی کوشش شش دین ایمان کا تقاضا و منشاء ہے کسی کو کافرنہ سمجھنا چاہیے۔ حضرت
شیخ عبد القادر جیلانی پیر محبوب سجافیؒ نے غلبۃ الطالبین میں فرمایا ہے:-
”اوہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؑ سے جنگ کی وہ جنگ اس لیے کی
کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتل مانگتے تھے اور قاتل حضرت علیؑ کے شکر میں تھے
پس ہر شخص نے بقدر محنت خود اچھی تاویل کی ہے اور بعد فاتح حضرت علیؑ
حکم اسرار و جہہ اور ترک خلافت حضرت حسنؓ کے حضرت معاویہؓ کی خلافت
برحق اور درست تھی۔“ غلبۃ الطالبین۔ ص ۲۳

نیز انہوں نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ حضرت انسؓ سے مددی سنبھل کے
اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تختیق خداوند تعالیٰ نے مجھے برگزیدہ کیا امریہ سنبھل پیغام
میرے یاروں کو پسند فرمایا اور ان کو میرا مدد و گار بنایا اور بعض کے ماننے میرا

پریشانہ پیدا کیا۔ آخر زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی جو ان کا رتبہ کم کرے گی۔ پس کم خبردار ہو کہ ان کے ساتھ تم کھانے میں شامل مت ہو۔ اور آگاہ ہو جاؤ ان کے ساتھ مناکحت مت کرو اور خبردار ہو جاؤ ان کے ساتھ نماز مت پڑھو۔ ان کے جنائزے کی بھی نماز مت پڑھو کیونکہ ان پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔

غذیبہ اردو ترجمہ۔ ص ۱۳۵

اسی طرح ازالۃ الخناج۔ ص ۰۷۳ پر بھی اس وايت کا مضمون موجود ہے۔

حضرت امام ابوذر رحمہ نے فرمایا:-

اذا رأيتم الرجل ينتقص
أحداً من أصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم فاعلم أنه
ذنبٌ يقع -

جب تو کبھی کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ
نبی علیہ السلام کے کسی ایک صحابی کی
تنقیص اور عیب جوئی کرتا ہے تو قین
کرے کہ شخص بے دین ہے۔

امام ابوذر رحمہ ص ۲۶۳ میں فوت ہوئے جو خیر القرون کا زمانہ تھا۔ اصحابہ لج۔ ص ۱۸۔
تو وو لوگ جو سید علیؑ کی محبت میں غلو اور زیادتی کر کے صحابہ کرامؓ کے
حق میں بظہنی یا بدگوئی کرتے ہیں اپنی عاقبت کی فکر کریں اور صحابہ کرامؓ کے
حق میں بدگوئی کر کے بے دینی کا شکار نہ ہوں بلکہ توبہ واستغفار کر کے اسرائیلی
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی و نخوش کر کے اپنی عاقبت
سنواریں۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ